انتقال خون
تحقیق مزید

مفتی محمد ابراہیم قادری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

خون بلاشبہ ایک حرام ونجس چیز ہے جس کا عام حالات میں استعمال قرآن عظیم کی روشنی میں حرام ہے لیکن شدید ضرورت کے وقت اس کا استعمال جائز ہے۔ یہاں انتقال خون کا جواز (اضطراری حالات میں) قرآن کریم، حدیث اور کتب فقہ سے پیش خدمت ہے۔

انتقال خون کا جواز قرآن کریم سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَاعَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ" (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۳) ترجمہ: "اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ تو جو مجبور ہو کہ نہ طالب لذت ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو گو اس پر گناہ نہیں"۔

چونکہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ" میں حرمت مطلق ہے جس میں خون وغیرہ کے کھانے اور اس کے خارجی استعمال دونوں شامل ہے لہذا "فمن اضطر" میں حلت بھی مطلق ہوگی جو خون وغیرہ کے کھانے و خارجی استعمال پر مشتمل ہے۔ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تم پر مردار اور خون وغیرہ کا استعمال حرام ہے اور مجبوری کے وقت ان کا استعمال حلال و جائز ہے یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ مردار کھانے میں جان بچنا یقینی ہے اور خون چڑھانے میں جان بچنا یقینی نہیں اس لیے جان بچانے کے لیے مردار کھانا جائز ہے اور جان بچانے کے لیے خون چڑھانا جائز نہیں یہ شبہ اس لیے درست نہیں کہ مردار کھانے سے بھی جان بچنا یقینی نہیں ہاں یقین عادی بمعنی غلبۂ ظن دونوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا جس طرح بھوکے کا مردار کھانا جائز ہے مریض مجبور کے لیے خون چڑھانا بھی جائز ہے۔

انتقال خون کا جواز حدیث سے

کتب صحاح ستہ میں ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ دنوں بعد جب وہ بیمار ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا جس سے وہ صحت یاب ہوگئے۔ یہ حدیث قدر سے تفصیل کے ساتھ مشکوٰۃ شریف، صفحہ۳۰۷، باب قتل اھل الردۃ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیشاب ناپاک وحرام چیز ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پھران لوگوں کو پیشاب پینے کا کیوں حکم دیا؟ علماء نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ چونکہ ناپاک اشیاء سے بوقت ضرورت علاج کرنا جائز ہے اس لیے آپؐ نے ان کے لیے یہ علاج تجویز فرمایا اور یہ جواب زیادہ قرین عقل ہے کیونکہ متعدد مواقع پر آپؐ نے مواضع ضرورت میں ایسی اشیاء کے استعمال کا حکم فرمایا جن کا استعمال عام حالات میں جائز نہیں مثلاً سونے کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے مگر حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کو ضرورت کی بنا پر آپؐ نے سونے کی ناک استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اسی طرح ریشم کا استعمال مرد کے لیے حرام ہے، مگر آپؐ نے جنگ کے موقعہ پر اس کے استعمال کی اجازت عطافرمائی۔ علامہ علی قاری قدس سرہ العزیز حدیث اہل عرینہ کی تشریح میں رقمطراز ہیں۔

''قال ابن الملك فيه ان ابل الصدقة يجوز لابناء السبيل الشرب من البانها وجواز التداوى بالمحرم عند الضرورة (مرقات شرح مشكوة، صفحه۱۰۹، ج۷)

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ مسافروں کے لیے جائز الاستعمال ہے اور دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت حرام اشیاء سے علاج کرنا جائز ہے اس کے چند سطر بعد فرماتے ہیں

''قال النووى واستدل اصحاب مالك واحمد بهذا الحديث ان بول مايؤكل لحمه وروثه طاهران واجاب اصحابنا وغيرهم من القائلين بنجاستهما بان شربهم الابوال كان للتداوى وهوجائز بكل النجاسات سوى المسكرات'

یعنی امام نووی نے فرمایا کہ حضرت امام مالکؒ وامام احمدؒ کے متبعین علماء نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب وگوبر کی پاکی پر استدلال کیا ہے اس کا ہمارے علماء اور حلال جانوروں کے پیشاب وگوبر کو ناپاک کہنے والے دوسرے علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ اہل عرینہ کا پیشاب پینا علاج کے لیے تھا۔ اور نشہ آور اشیاء کے سوا ہر قسم کی نجس اشیاء سے علاج کرنا جائز ہے۔

سوال- حدیث پاک میں ہے ان الله لم يجعل شفاء كم فيماحرم عليكم (اللہ تعالی نے حرام اشیاء میں تمہارے لیے شفا پیدا نہیں فرمائی) ایک اور حدیث ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتداووا بحرام (حرام سے علاج نہ کیا کرو)۔ ایک اور حدیث میں اس طرح ہے ''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدواء الخبيث (رسول الله صلى الله عليه وسلم نے دواء خبیث سے ممانعت فرمائی)''۔ ان تینوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام اشیاء سے علاج و معالجہ حرام ہے۔ ان احادیث کے حوالے سے علماء امت نے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں یہاں دو جواب تحریر کیے جاتے ہیں۔

جواب اول- یہ احادیث حالت اضطراری پر محمول ہیں۔ یعنی عام حالات میں حرام اشیاء سے علاج نہ کیا جائے۔ رہی مجبوری کی حالت، تو اس میں حرام اشیاء سے علاج حرام نہیں (جیسا کہ حدیث اہل عرینہ سے واضح ہے)، کیونکہ مجبور کے حق میں بنص قرآن حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت ملتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ علاج حلال اشیاء سے ہوگا نہ کہ حرام سے (حاشیہ ابوداؤد ملخصاًنقلاعن الامام البيهقى والسيوطى)۔

جواب دوم- ان احادیث میں وہ حرام اشیاء مراد ہیں جو مفید شفا نہیں اور جو مفید شفاء ہیں ان کے استعمال کی ممانعت نہیں فرمائی گئی (ردالمحتار صفحہ۱۹۴، ج۱) میں ہے ''وفي الخانية في معنى قوله عليه السلام ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم كمارواه البخارى ان مافيه شفاء لاباس به كما يحل الخمر للعطشان في الضرورة'' یعنی قاضی خان میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم'' جسے امام بخاری نے روایت کیا، کا مطلب یہ ہے کہ جن حرام اشیاء میں شفا موجود ہے ان کے استعمال میں (اضطراری حالت میں) حرج نہیں جیسے پیاسے کے لیے ضرورت کے وقت شراب پینا جائز ہے۔

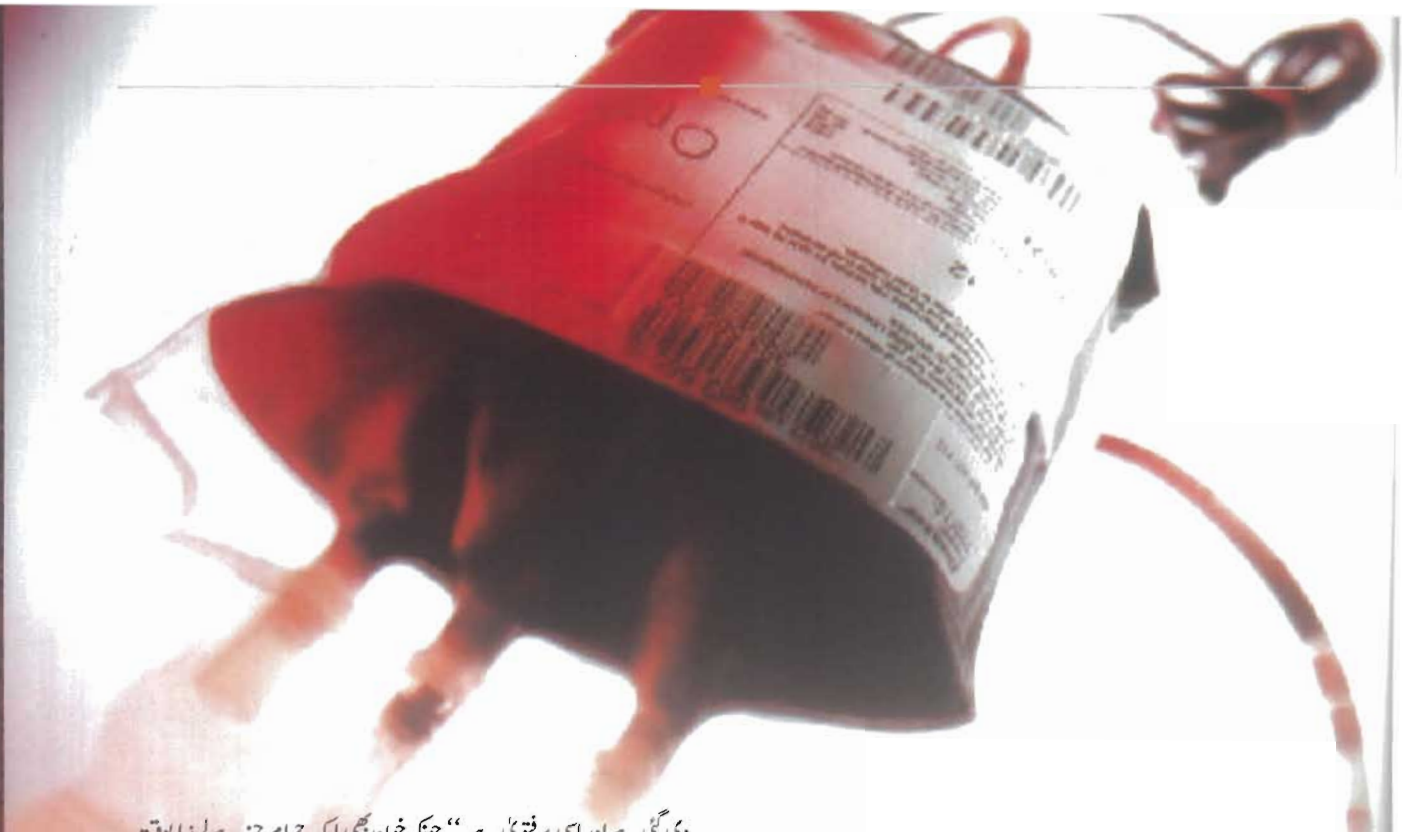

انتقال خون کا جواز عبارات فقہاء سے

اس مسئلہ پر عبارات فقہیہ پیش کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ضرورت شدیدہ کے وقت انتقال خون کا جواز وعدم جواز **تداوی بالحرام** (حرام اشیاء سے علاج) کے جواز وعدم جواز پر مبنی ہے لہذا جو علماء **تداوی بالحرام** کو ضرورت کے وقت جائز کہیں گے وہ ضرورت کے وقت انتقال خون کو بھی جائز کہیں گے۔

ظاہر الروایۃ کی رو سے بہ حالت مجبوری حرام اشیاء سے علاج جائز نہیں مگر حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالی عنہ اور علماء متاخرین شدید ضرورت کے وقت حرام اشیاء سے علاج کو جائز کہتے ہیں اور فتویٰ متاخرین کے قول پر ہے چنانچہ ہدایہ اولین صفحہ٤٢ میں ہے **وعندابی یوسف یحل التداوی للقصة.** یعنی امام ابو یوسف کے نزدیک دوا کی غرض سے پیشاب پینا حلال ہے قصہ اھل عرینہ کی وجہ سے۔ درمختار صفحہ١٩٤ ج١ میں ذکر ہے

اختلف فی التداوی بالمحرم وظاهر المذهب المنع کمافی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوی وقیل یرخص اذاعلم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کمارخص الخمر للعطشان وعلیه الفتویٰ. ''یعنی حرام اشیاء سے علاج کرانے میں اختلاف ہے اور ظاہر مذہب میں ممانعت ہے جیسا کہ البحرالرائق کی کتاب الرضاع میں ہے لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں حاوی سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک حرام اشیاء میں شفاء معلوم ہونے کی صورت میں رخصت دی گئی ہے جبکہ دوسری مباح دوا معلوم نہ ہو جیسے پیاسے کے لیے شراب پینے کی رخصت دی گئی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔'' چونکہ خون بھی ایک حرام چیز ہے لہذا بوقت ضرورت اس سے علاج جائز ہے اور شدید ضرورت سے یہ مراد ہے کہ خون نہ دینے کی صورت میں مریض کی جان کو خطرہ لاحق ہو اور کوئی حلال دوا میسر یا کارگر نہ ہو یہاں تک کہ حرام اشیاء سے ضرورت کے وقت علاج کرانا جائز ہے لہذا انتقال خون بھی عندالضرورۃ جائز ہے۔ اس کلیہ کی موجودگی میں انتقال خون کے جواز پر مزید کسی صراحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر توضیح مزید کے لیے انتقال خون کے جواز پر دو جزیئے پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا جزئیہ

فقہاء کرام نے ضرورت کے وقت مریض کو عورت کا دودھ پینے یا ناک کے ذریعے حلق سے نیچے اتارنے کو جائز کہا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری، صفحہ ٣٦٦ میں ہے **لاباس بان یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء** یعنی اگر کوئی شخص عورت کا دودھ دوا کے طور پر ناک سے چڑھائے یا اسے پی لے تو کوئی حرج نہیں۔ مرد کو عورت کا دودھ استعمال کرنا حرام ہے مگر ضرورت کے وقت اس کا استعمال جائز ہے اس پر خون کو قیاس کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ بھی عورت کے دودھ کی طرح حرام چیز ہے۔

دوسرا جزئیہ

شامی صفحہ٢٩٨، ج٤ میں نہایہ سے ہے **وفی التهذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء ه ولم یجد من المباح مایقوم مقامه۔** ترجمہ:- ''اور تہذیب میں ہے کہ بیمار کو دوا کی خاطر پیشاب، خون کا پینا اور مردار کا کھانا جائز ہے جب کہ اسے مسلمان طبیب کہے کہ اس میں اس کے لیے شفاء ہے بشرطیکہ اس کے متبادل کوئی مباح چیز نہ پائے۔''

یہ جزئیہ انتقال خون میں نص ہے اور جب مریض کو ضرورت کے وقت خون پینا جائز ہے تو رگوں میں اسے داخل کرنا کیوں ناجائز ہوگا۔ یہاں ایک اور امر قابل غور ہے کہ اگر کسی مریض کو ڈاکٹر یہ کہے کہ تمہارے مرض کا علاج مباح دواؤں سے ممکن ہے مگر ان سے تم دیر سے ٹھیک ہوگے اور خون چڑھانے کی صورت میں جلد شفایاب ہو جاؤ گے تو آیا ایسے مریض کو انتقال خون کی اجازت ہوگی یا نہیں؟اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے لیکن چونکہ اس مریض کو شدید ضرورت درپیش نہیں اس لیے اسے انتقال خون سے پرہیز کرنا چاہیے ہاں اگر صورت واقعہ یہ ہو کہ حلال دواؤں سے علاج زیادہ مہنگا ہو جس کا یہ شخص متحمل نہ ہو اور خون سے علاج اس کے لیے آسان ہو تو چونکہ یہ صورت شدید ضرورت کے زمرہ میں آتی ہے اس لیے ایسے مریض کو خون چڑھانے کی اجازت ہوگی۔

خون کی خرید وفروخت کی شرعی حیثیت

اس سلسلے میں ایک اور بحث جو بہت ہی اہم ہے کہ دنیا بھر میں خون سے علاج اب عام ہو چکا ہے آیا ضرورت کے وقت خون کی خریدوفروخت جائز ہے یا نہیں؟اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ فقہاء کرام نے خریدوفروخت کے بارے میں یہ ضابطہ تحریر فرمایا ہے کہ جن اشیاء سے انتفاع جائز ہے ان کی خریدوفروخت بھی جائز ہے چونکہ خون سے بعض صورتوں میں انتفاع جائز ہے لہذا اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے چنانچہ درمختار (صفحہ ۱۵۴ ج ۴) میں ہے والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع یعنی جواز بیع کا دارومدار انتفاع حلال ہونے پر ہے(یعنی انتفاع حلال ہے تو بیع حلال ہے اور انتفاع حرام ہے تو بیع بھی حرام ہے)واللہ تعالی اعلم بالصواب.